نام کتاب	:	سیّد علی ہجویری (داتا گنج بخشؒ) کے پیرو مرشد ـــ شیخ ابو الفضل خُتَّلی
مؤلف	:	ڈاکٹر ظہور احمد اظہر
ناشر	:	شعبہ کرسی ہجویری، کلیہ علوم شرقیہ، جامعہ پنجاب، لاہور
سال اشاعت	:	۲۰۱۲ء
ضخامت	:	۱۸۸ صفحات
قیمت	:	۲۰۰ روپے
تبصرہ نگار	:	سفیر اختر☆

''فکر و نظر'' کے قارئین کے لیے زیر نظر مطالعے کی موضوع بحث شخصیت، شیخ ابو الفضل خُتَّلی کا نہ نام اجنبی ہے، اور نہ صاحبِ تالیف ڈاکٹر ظہور احمد اظہر سے وہ ناآشنا ہیں۔ ۴۸ ویں جلد کے چوتھے شمارے (بابت اپریل-جون ۲۰۱۱ء) میں ڈاکٹر صاحب کا مفصل مقالہ ''سیّدِ ہجویر کے پیر و مرشد [شیخ ابو الفضل خُتَّلی]-'کشف المحجوب' کی روشنی میں' (صفحات ۱۴۳-۱۷۴) ان کی نظر سے گزر چکا ہے جو زیر نظر مطالعے میں بھی شامل ہے۔

سیّد علی ہجویری کے احوال و آثار پر لکھنے والے سبھی اہل قلم نے ان کے مفصل حالاتِ زندگی کی عدم دستیابی کا ذکر کیا ہے۔ یہی کیفیت ان کے شیخِ طریقت شیخ ابو الفضل محمد بن علی خُتَّلی شامی کی ہے۔ ڈاکٹر ظہور احمد اظہر کے مطالعہ و تحقیق کے مطابق شیخ ابو الفضل خُتَّلی کے کوائف زندگی کے تین مآخذ ہیں۔ سیّد علی ہجویری نے ''کشف المحجوب'' میں ان کا مختصر ذکر کیا ہے۔ ''اسرار التوحید فی مقامات الشیخ ابی سعید'' کے مؤلف نے ''ضمنی سا بلکہ ادھورا سا ترجمہ دیا ہے'' (ص ۵۵)، اور مولانا عبد الرحمٰن جامی نے ''نفحات الانس'' میں سیّد علی ہجویری کا بیان ''لفظ بلفظ'' نقل کر دیا ہے (ص ۵۶)۔ معاصر ایرانی فاضل ڈاکٹر محمود عابدی، جنھوں نے 'کشف المحجوب' کا متن مرتب کیا ہے (تہران:......) اور ڈاکٹر ظہور احمد اظہر دونوں حضرات نے دستیاب مآخذ کی معلومات کے ساتھ کچھ تاریخی شواہد، نیز کچھ قیاسات سے شیخ ابو الفضل خُتَّلی کے آباء و اجداد، ان کے علم و فضل، اسفار، سیّد علی ہجویری سے ان کی ملاقات وغیرہ کی تفصیلات فراہم کی ہیں۔ گو بعض جزئی تفصیلات میں انہیں ایک دوسرے سے اختلاف ہے۔ مختصر یہ کہ شیخ ابو الفضل خُتَّلی کی صفتِ نسبتی خطۂ ختل یا ختلان کی طرف ہے جو آج جمہوریہ تاجکستان کا حصہ ہے۔ اس خطے کے متعدد دوسرے راویانِ حدیث اور

☆ سابق چیف ایڈیٹر، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IRI, IIU, Islamabad.　　http://iri.iiu.edu.pk/

اصحابِ علم (ختاتلہ) کا کتبِ تراجم میں ذکر ملتا ہے۔ شیخ ابو الفضل مفسر قرآن، محدّث اور ایک صوفی کی شہرت رکھتے تھے۔ انہوں نے دمشق اور بغداد کے محدّث صوفیہ سے فیض پایا تھا، ان کے اساتذہ اور مرشدین میں سرفہرست شیخ ابو الحسن علی بن ابراہیم المصری (م ۳۷۱ھ) ہیں جن سے وہ جنیدی مسلکِ تصوف میں بیعت ہوئے تھے۔ ان کی زندگی کا اتنا حصہ بلادِ شام میں گزرا کہ وہ **خُتَّـلـی** کے ساتھ شامی کی صفت نسبتی سے بھی معروف ہوئے۔ ساری زندگی حالتِ تجرد میں رہے، (یہی کیفیت) ان کے مسترشد سیّد علی ہجویری کی تھی۔ اواخر زندگی میں لبنان کے جبل لکام میں خانقاہی خدمات انجام دیتے ہوئے نوے یا سو برس کی عمر پا کر بیت الجن نامی بستی میں فوت ہوئے (۴۶۰ھ)، جب کہ ان کا سر حضرتِ ہجویری کی گود میں تھا۔ سیّد ہجویری نے ان کی بعض تعلیمات، ''کشف المحجوب'' میں درج کی ہیں، جنہیں زیر نظر مطالعے کے ایک باب میں مدون کر دیا گیا ہے۔ مزید برآں سیّد علی ہجویری اور شیخ ابو الفضل **خُتَّـلـی** کے مشائخِ سلسلہ کی تعلیمات اور زاویۂ نظر پر ''جنیدی مسلکِ تصوف اور مرشد لاہور'' کے زیر عنوان گفتگو کی گئی ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے زیر نظر مطالعے میں جہاں ''کشف المحجوب'' کے متن سے بھر پور استفادہ کیا ہے، وہیں ایک دو مقامات پر انہوں نے متن میں تحریف و اضافہ کا ذکر کیا ہے۔ ''کشف المحجوب'' کی تصنیف و تدوین کے حوالے سے یہ اقتباس بالعموم نقل کیا جاتا ہے (کہ حضرت سیّد علی ہجویری نے، جب اس کا ایک حصہ قیامِ لاہور کے زمانے میں لکھا تو ساتھ ہی واضح کیا): ''اس وقت [اس موضوع پر] اس سے زیادہ لکھنا ممکن نہیں، اس لیے کہ کتابیں دارالسلطنت غزنی حرسہا اللہ میں ہیں اور میں دیار ہند میں لاہور کے شہر میں، جو ملتان کے مضافات میں ہے، ناجنسوں کے درمیان گرفتار ہوں۔''— اس اقتباس سے یہ نتیجہ تو ہرگز اخذ نہیں کیا جاسکتا کہ ''کشف المحجوب'' لکھتے ہوئے سیّد علی ہجویری کے سامنے کوئی کتاب نہ تھی، اور سب کچھ حافظے کی بنیاد پر لکھا گیا ہے۔ بالفاظ ڈاکٹر مولوی محمد شفیع (م ۱۹۶۳ء) ''درجنوں آیات شریفہ، ۱۳۷ احادیث اور ۵۷ عربی اشعار جو اس کتاب میں آئے، ان کا زبانی لکھ لینا تو چنداں دشوار نہ تھا، مگر تقریباً تین سو اقوالِ مشائخ اور بیس اکیس کتابوں کی عبارتیں جو بقیدِ مصنف کتاب میں درج ہیں، ان کا حافظے سے درج کرنا قرینِ قیاس نہیں۔'' (مولوی محمد شفیع ''مقالات دینی و علمی''، حصہ اوّل، لاہور: احمد ربانی، ۱۹۷۱ء، ص ۲۲۵)— ڈاکٹر ظہور احمد اظہر نے اس اقتباس کو ''کشف المحجوب'' کے متن میں کسی بدخواہ حاسد کا اضافہ قرار دیا ہے (دیکھیے: صفحات ۸۳-۸۴، صفحہ ۱۲۵)

''کشف المحجوب'' کے متن اور تراجم کے حوالے سے ان کا تجزیہ اور رائے یہ ہے: ''حضرت داتا پیر کی طرح ان کی یہ کتاب بھی مظلوم ہے۔ میں نے پچھے سات ماہ صرف اس کتاب کی طبعات (ایڈیشنز) اور اس کے عربی، انگریزی، اردو اور پنجابی تراجم کی ورق گردانی میں صرف کر دیے، مگر نہ تو کوئی تسلی بخش ترجمہ سامنے آیا اور نہ اغلاط سے پاک کوئی طبع یا ایڈیشن نظر آیا'' (صفحات ۱۲۳-۱۲۴)۔ شاید ڈاکٹر صاحب اس سمت میں کوئی قدم اٹھانا چاہتے ہیں، اس لیے انہوں نے لکھا ہے: ''پنجاب یونیورسٹی کی ہجویری چیئر کا یہ فرض ہے کہ علمی تحقیق کے ساتھ اغلاط سے پاک ایک مستند اور معتبر ایڈیشن اور ایک خوبصورت اور صحیح اردو ترجمہ دنیا کے سامنے پیش کیا جائے!'' (ص ۱۳۲)

ڈاکٹر صاحب نے اس مطالعے میں جہاں ضمناً کارِصوفیہ کی تحلیل کی کوشش کی ہے، وہیں واضح کیا ہے:

> ہمارے مرشدِ لاہور حضرت سیّد ابو الحسن علی بن عثمان ہجویری علیہ الرحمہ اور ان کے پیر و مرشد حضرت الشیخ ابو الفضل محمد بن الحسن **الـخُتَّلی** الشامی علیہ الرحمہ کے سلسلۂ تصوف اسلامی میں شریعتِ اسلامی کی مکمل پیروی واجب ہے، ان کے نزیک تصوف و طریقت کی اساس اور مصدر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ ہی ہے، ان کے ہاں طریقت و شریعت ایک ہی چیز کے دو نام ہیں، جو تصوف یا طریقت کتاب و سنت سے باہر ہے، اس کا اسلامی تصوف سے کوئی تعلق نہیں ہے، بلکہ وہ تو زندیقیت و بے دینی اور کفر و الحاد ہے۔ وہ اس سے اپنی براء ت اور بیزاری کا اعلان کرتے ہیں۔ (صفحات ۱۳۸-۱۳۹)

ڈاکٹر صاحب نے صوفیہ کے شطحات و رموز سے عامۃ المسلمین کو اجتناب کا مشورہ دیا ہے (ص ۱۴۷)، اور وحدت الوجود کی یہ توجیہہ کی ہے: ''حقیقی وجود صرف اور صرف اللہ کا ہے جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا...... یہ کائنات اور اس میں موجود چیزیں نہ ہمیشہ سے تھیں اور نہ ہمیشہ رہیں گی، بلکہ نہیں تھیں اور ہو گئیں، پھر کبھی نہیں ہوں گی!'' (ص ۱۴۸)

ڈاکٹر صاحب نے شیخ ابو الفضل **خُتَّلی** اور سیّد علی ہجویری کی متصوفانہ شناخت کے حوالے سے جہاں صوفیہ کے فکر و کردار کی اہمیت واضح کی ہے، وہیں اس روایت میں در آنے والی بعض کمزوریوں کی نشان دہی

بھی کی ہے۔ اس طرح انہوں نے اپنے مطالعہ و تجزیہ کے حاصل کے طور پر بعض معاملات پر ایسے تبصرے کیے ہیں جو Sweeping Statements (جاروبی بیانات) کے ذیل میں آتے ہیں، ان میں موجود صداقت کے باوجود کلیتًا اتفاق کرنا شاید ممکن نہ ہو سکے گا۔

کتاب جامعۂ پنجاب- لاہور کے شعبۂ طباعت و اشاعت نے کتابت، کاغذ اور جلد بندی کے حوالے سے مناسب انداز میں پیش کی ہے، تاہم پروف ریڈنگ پر، اگر مزید توجہ دی جاتی تو امام ابو حنیفہؒ اور معروف برطانوی مستشرق ہملٹن-اے- آر- گب (Hamilton A.R. Gibb) کے نام غلط نہ لکھے جاتے (دیکھیے: ص ۱۴، ص ۶۷ اور ص ۲۵)

❀❀❀❀❀